آ ناریمس تصنیف ادیب اعظم مولاناسیر محمد باقرسمس

نور ہدایت فاؤنڈیشن حسينيهُ حضرت غفران مآبٌّ ، مولا نا كلب حسين رودٌ ، چوك ، لکھنؤ-۳۰۰۲۲(بو_یی)۔انڈیا

Noor-e-Hidayat Foundation

Imambara Ghufranmaab, Maulana Kalbe Husain Road, Chowk, Lucknow-3 INDIA

Website: www.noorehidayatfoundation.org

www.naqeeblucknow.com

E-mail: noorehidayat@gmail.com, noorehidayat@yahoo.com

Ph:0522-2252230Mob:08736009814,09335996808



جمله حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام كتاب : آثار شمس

مؤلف : محد باقرشمس

يع

قیمت : ۱۰وپ

ناشر : دارالتصنيف

ملنے کاست

دارالتصنيف، ي - ۳۰، رضويه سوسائي، کراچي ۴۲۰۰

م ثار شمس

میری شاعری کی سرگزشت * اس پر تنقید * اس کی اشاعت کی وجه ترتيب مطالق زمانة تصنيف از ماضی تا حال از شاعرِ معجز بیان حضرت ساحر کلهنوی مرقب محمد باقر شمس

٣١	قطعة دعائمي
۲۲	قطعهٔ تاریخ
۲۳	قطعة تاريخ
40	قطعهٔ تاریخ
44	قطعة تاريخ
ra	نوائے دل خراش
or	داستان جگر خراش
09	بے شباتی د نیا
46	قطعهٔ تاریخ
40	قطعهٔ تاریخ
44	نظم
YA	تاریخ بائے و فات ِشمس مرحوم
45	اعتراف حقيقت
44	غزليات
1•1	متفرق اشعار

فهرست مضامین عرض معنف

		/~ .
۱۳	ساح لکھنوی	تعارف
19		حمدرب العالمين
rı	0	نعت رحمة للعالمين
rr		منقبت إمام العالمين
ry		البام غيبي
٣٢	•	قطعة تاريخ
٣٢		تمنائے موت
٣٣		انتظار موت
44		بهرا
24		تهنيتي نظم

نہیں ، موزوں طبع ہوں ۔ شعر کہنا وقت ضائع کرنا ہے ۔ یہ سمجھ کے میں نے شعر کہنا چھوڑ دیا:

مدتیں گزریں زمانہ ہو گیا

گھر میں مختلف قسم کی تقریبیں ہوئیں اور کسی موقع پر کوئی شعر کھنے کا خیال نہیں ہوا۔

۱۲۰۳ ہے میں میری اہلیہ کا انتقال ہوا۔ان کی قبر سنگ مرمر کی چار فٹ بلند بنائی گئی۔اس وقت خیال ہوا کہ اگر اس پر ایک قطعہ تاریخ بھی کندہ کرا دیا جائے تو بہتر ہے مگر میں ان کی موت سے اتنا ماٹر تھا کہ اس طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی تھی۔پانچ چھ مہینے کے بعد میں نے مصرع تاریخ کہنے کی کو شش کی تو سالم الاعداد مصرع نکلا بحص پر مجھے تعجب ہو گیا۔ تین مصرعے اور کہہ کے قطعہ تاریخ کندہ کرا دیا۔ دو قطعے ان کی یاد میں بھی کے ۔سال بھر کے بعد میرے بیٹے محمد دیا۔ دو قطعے ان کی یاد میں بھی کے ۔سال بھر کے بعد میرے بیٹے محمد نقی کی شادی رچی جس کی تمنا اس کی ماں کو بہت تھی اور یہ شادی

عرض مصنف

میں ابتدائے عمر سے شعر و سخن کا دلدادہ ہوں ۔ اچھا شعر میں ابتدائے عمر سے شعر و سخن کا دلدادہ ہوں ۔ اچھا شعر میں کے سن سے میں اس میرے دل پر بہت اثر کرتا ہے۔ گیارہ بارہ برس کے سن سے میں اس طرح شعر کہنے لگا تھا کہ کبھی ایک مصرع کہا تو اس پر مصرع نہ لگا سکا اور اتفاق سے کبھی ایک شعر بھی کہہ لیا ۔ چودہ برس کے سن سے میں پوری عزل کہنے لگا کثرت سے عزبیں کہیں اور سب کو جمع کرتا رہا کہ بعد دیوان مکمل ہو جائے گا بھر چھپواؤں گا۔

تاریخ کے متعلق میرا خیال تھا کہ میں تاریخ نہیں کہہ سکتا۔ اکبیں برس کے سن میں مجھے محسوس ہوا کہ مرے اشعار میں نہ تخکیل کی بلندی ہے نہ مضمون آفرین ، نہ طرز ادا میں کوئی جدت و ندرت ہے پامال مضامین سلاست و روانی کے ساتھ نظم کر لیتا ہوں۔ میں ضاعر اور اس سے میری عزیزداری بھی تھی۔ میں نے اس کے لیے ایک تھم لکھی جس میں معرع تاریخ بھی تھا ہجندی مہینوں کے بعد مری بین شاہدہ کا انتقال ہوا۔اس کے لیے بھی ایک نظم اور ایک بے شیاتی دنیا یہ نظم کی ۔ اور لینے نواسے عارف رضا کی شاوی کا قطعہ تاریخ کہا خیال آیا اس کی شاعرانہ حیثیت کھے ہو لیکن اسے ایک تاریخی یاداشت کی حیثیت بھی حاصل ہے اور یہ ایک مری یادگار بھی ہے اور ایک تاریخ حیثیت بھی حاصل ہے۔جس کا باتی رہنا مرے ہماندگان کے لیے ضروری ہے میرے ذہن میں یہ تمام چیزیں ای ترتیب سے تحس اب یہ خیال ہوا کہ اس کو میری یادگار کی بھی حیثیت بھی حاصل ہے تو میں نے وہ قطعات تاریخ بھی شامل کر دیے جو ایک مجم کے زائچہ کی روے لینے لیے بانوے برس کی عمر تک کے لیے کھے ۔اس وقت میری عمر پچای سال کی تھی میں نے بانوے سال تک کے قطعات تاریخ لکھ دینے ۔اب اس وقت میری عمر ساس سال کی ہے تو میں نے پچای سے سای تک کے متام قطعات فارج کر دیئے ۔ یہ بات لکھنے

بہت دن سے طے تھی ۔اس کی منظم اعلیٰ اس کی بہن شاہدہ تھی ۔ای کے گھر میں سارے انتظامات ہو رہے تھے ۔ سب بھائی بہن بہت خوش تھے۔ میں نے بھی اس مسرت میں شریک ہونے کے لیے ایک سبرا کہا۔ طبیعت موزوں ہو گئی۔ایک تہنتی نظم کہی۔ دو قطعے دعائیہ کیے اور تاریخ کہنے کی کوشش کی تو مصرع سالم الاعداد نکلا ۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ میں تاریخ گوئی پر قادر ہوں ۔ 1991ء میں میرے بڑے لڑے محد مرتضیٰ کا انتقال ہوا۔اس کے لیے بھی ایک قطعہ تاریخ کہا ۱۹۹۴ء میں پروفسیر منظور حسبن شور کا انتقال ہوا۔ ان کے لیے بھی قطعہ تاریخ کہا ۱۹۹۶ء میں ساح صاحب کے بحوعہ قصائد صحیفہ مدحت کی تاریخ طبع بھی کہی ۱۳۱۷ھ میں قاسم عباس سمندر میں نہاتے ہوئے عزق ہو گیا ۔ جوان صالح تھا ، سائیس برس کا سن تھا ، انحینئر تھا ، ہو نہارتھا، ایسی موت مرے دل پر بہت اثر کرتی ہے ناص طور پر اس تصور سے کہ ایسے فرزند کی جدائی پر ماں باپ کا کیا حال ہوا ہو گا

قمری حساب سے ۱۲۳۳ ہ ہوتا ہے۔

۲۰۱۵ تک کے کچھ شمسی اور کچھ قمری حساب سے قطعات تاریخ لکھ کر اضافہ کر دیا کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی میرے مرنے ک تاریخ نکل بی آئے گی یہ سب ذخیرہ ای ترتیب سے میرے حافظہ میں تھا مگر اس کا کوئی لکھنے والانہ تھا ایک آدھ آدمی جو میرے ذہن میں تھے ان کو املا بتانا پڑتا اور اس میں بڑی الحمن بیدا ہوتی ۔ میں نے لینے مخلص عزیز ساح صاحب سے اس کے لکھنے کی فرمائش کی وہ بکشادہ پیشانی آمادہ ہو گئے اور جو کچے میں نے لکھوایا وہ انھوں نے لکھ دیا اور ای وقت قلم برداشته ایک تعارف بھی لکھ دیا جو ان کی نثر پر بھی اتنی ی قدرت کا ظہور ہے جتنا ان کو نظم پر کمال حاصل ہے اس طرح ہے مجوعہ تحریر میں آگیا ۔ پھر خیال آیا کہ جب اس کو میری یادگار کی بھی حیثیت حاصل ہے تو وہ تمام اشعار بھی شامل کر دیئے جو حسین اجم صاحب نے اپن کتاب مولانا محمد باقر شمس " شخصیت و فن " میں لکھے تھے اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ اس میں جو کتابت کی غلطیاں

ے رہ گئ تھی کہ سعد سارے زائچہ کے جس گھر میں ہوں گے یا ناظر ہوں گے اس گھر کے منسو بات کو تقویت دیں گے اور نحس سارے جس گھر میں ہوں گے یا ناظر ہوں گے اس کے منسو بات کو ہمس ہمس کر دیں گے۔

زائيه كا آنموال گريال وراثت ، دفسنه ، ايكسيرُ نك اور موت ے تعلق رکھتا ہے۔مرے زائجہ میں آٹھویں گھر کو چار محس سارے ناظر ہیں بعنی دیکھ رہے ہیں ۔ زحل تحس اکرے اور مریخ زحل کے مقالع میں نحس اصغرے یہ دونوں گیارہویں گھرسے آنھویں گھر کو ناظر ہیں ۔ ذب تبیری نظرے دیکھ رہا ہے اور راس نویں نظرے ناظر ہے ۔اس کا ثمریہ ہوا کہ بھے کو مال وراشت نہیں ملا، دفسنہ نہیں ملااور کوئی قابل ذکر ایکسیڈنٹ نہیں ہوا مگریہ ناممکن ہے کہ موت نہ آئے البت موت ال سكتى ہے ۔ علم نجوم كے حوالے سے ميں نے اين عمر ۹۲ سال بتائی ہے مگر نحس ساروں کے ناظر ہونے کی بنا پر میری عمر میں مزید چودہ سال کا اضافہ ہو سکتا ہے جو بحساب شمسی ۲۰۱۵ اور

لیے ہے اور اس کا نام آثارِ شمس رکھا۔ فقط

ذرهٔ ناچیز محمد باقر شمس ۲ستبر ۱۹۹۸ء

تھیں ان کی کسی عد تک اس میں تصحیح ہو گئی اور تہینتی نظم میں جو شعر چوٹ گئے تھے ، وہ اس میں بڑھا دیئے گئے ہیں اور ایک قطعہ دعائیہ بھی کچے شعر اور معرعے لکھنے سے رہ گئے تھے وہ بھی اس میں بڑھا دیے ہیں ۔ اب یہ دونوں ناقص نظمیں اس میں مکمل ہو گئیں اور اب یہ جموعہ كتابت كے ليے جانے والاتھاكہ خيال آياكہ اس كى ابتدا حمد و نعت و مقبت سے ہونا چاہیے تو ایک قطعہ میں نے حمد میں کہا ایک نعت میں ۔ ایک نعت اس سے پہلے کمہ جکا تھا وہ بھی داخل کر دی ۔ منقبت میں دو قطع پہلے کہ چکاتھا ایک قطعہ نیا کہا اور ایک نظم کہی -اس کے بعد وہ منقبت بھی میں نے شامل کر دی جو سن ۱۹۹۴ میں اك فاص حالت سے متاثر ہوكر كہى اور اس كا نام المام غيبى ركھا اس میں یہ صنعت بھی رکھی تھی کہ پہلے معرع بھی ہم قافیہ تھے۔ شامل کرتے وقت اس میں نظر ثانی کی تو بہت سے اشعار کا اضافہ ہو گیا اس صورت میں یہ محموعہ تیار ہو گیاجو صرف مرے اہل خاندان کے

گلشن شعروادب کے ہررنگ کے منتخب اور خوب صورت مجولوں سے عالی گیا ہو ۔ حمد، نعت، منقبت، ہمنی نظمیں، قطعات تاریخ، عزلیں اور کچھ متفرق اشعار سبھی کچھ اس میں اپن اپن جگہ اور اپنے اپنے رنگ میں بہار دے رہے ہیں ۔

حمد و نعت و منقبت والے حصہ میں ایک ایک شعر ان کے حن عقیدت کے ساتھ جمال فکر اور کمال نظم کا آسنے وار ہے ۔ مگر " المام غيى" كے عنوان سے مولائے كاتات حضرت على ابن الى طالب كى مدح ميں جو منقبت ہے وہ واقعی المامی ہے۔اس میں مدح ك اليے اليے رخ ملصے آتے ہيں جو شايد القاء و المام كے بغر نہيں کے جاسکتے تھے ۔ ایک ایک معرع وجد آور اور ایک ایک شعر بادہ سرجوش تولا کا چھلکتا ہوا ساغزے ۔ فنی لحاظ سے بھی اس میں ایک ایسی صنعت پیدا کی ہے جس سے کلام کا حن دونا ہو گیا ہے ۔ لینی ہر دوسرے معرعے کی طرح ہر پہلے معرعے بھی ہم قافیہ ہیں۔ بہنتی نظمیں ، سرا اور قطعات تاریخ کا تعلق بیشتر ان کے

تعارف

از

حضرت ساحر لكھنوى

جناب محترم مولانا سید محمد باقر صاحب شمس مدظلہ العالی ان گئے چئے دو، چار بزرگوں میں شامل ہیں جن کو گزشتہ لکھنٹو کی آخری بہار اور آسمان شعر وادب کاسآرہ سحری کہاجا سکتا ہے۔ وہ شعر وادب کے اس پرآشوب دور میں اجڑے ہوئے لکھنٹو کی مٹی ہوئی تہذیب کے آخری منا سندوں میں سے ایک منایاں تر شخصیت ہیں۔ ان سے لکھنٹو کی آبرو ہے اور ان کی تصنیفات سے ابھی لکھنٹو کا بجرم باتی ہے۔

گ آبرو ہے اور ان کی تصنیفات سے ابھی لکھنٹو کا بجرم باتی ہے۔

"آثارِ شمس " ان کے متفرق کلام کا ایک مختصر سا بجوعہ ہے مسنین وخوشمنا گلدستے کی ہی ہے جس کو جس کی مثال اس مچھوٹے سے حسین وخوشمنا گلدستے کی ہی ہے جس کو

نظر لگنے کا ان کے واسطے گنڈہ بنانے کو بچا رکھے ہیں میں نے تار کچے لینے گریباں میں آئے عدم سے گلٹن ہستی کی سیر کو دامن والھ گیا ہے یہاں خارزار میں حقیقت یہ ہے کہ مولانا شعری تنقید میں بہت سخت گیر ہیں اور یہ

اعزاء سے ہے اور اس لیے افھوں نے ابتدائیہ میں یہ لکھا ہے کہ یہ جموعہ صرف ان کے اہل خاندان کے لیے ہے ۔ مگر شعری اور ادبی اعتبار ے دوسروں کے مطالعہ کے لیے بھی اس میں بہت کھے ہے۔ انھوں نے خود اپنے لیے جو قطعات تاریخ سن علیوی اور سن بجری میں اردو اور فارس میں ۲۰۰۲ء تک کے لیے کمے ہیں وہ ان کی تاریخ کوئی میں مهارت کا منھ بولتا ثبوت ہیں ۔ خداوند تعالیٰ اٹھیں عمر خضر عطا کر ہے اور ان کی لینے لیے کہی ہوئی سب تاریخیں غلط ثابت ہوں اور وہ انشاء الله ٢٠٠٢ کے بہت بعد تک گلستان علم و ادب اور جمنستان للحنو کی بہار بن کر شعروادب کے پھول کھلاتے رہیں ۔ آمین ۔

عزبیات کے صد میں ان کا صرف وہ کلام شامل ہے جو ان کو زبانی یاد رہ گیا اور بہت مختصر ہے اور خود انھوں نے تحریر فرمایا ہے کہ انھوں نے کثرت سے عزبیں کہیں تھیں ۔ بہرحال جو بھی مکمل یا نامکمل عزبیں اور متفرق اشعار اس مجموعہ میں شامل ہیں وہ تعزب کے خوب صورت نمونے ہیں جن میں اب سے پجاس ساتھ سال پہلے کا خوب صورت نمونے ہیں جن میں اب سے پجاس ساتھ سال پہلے کا

حمدرب العالمين

بس لائق شا و صفت ذوالجلال ہے جو لا شرکی و لم یزل و لایزال ہے فعال مایرید ہے فعال کا تنات مستجمع جمیع صفات کال ہے

سخت گیری لینے بارے میں اتنی مبالغہ آمیز حد تک بڑھ گئ کہ انھوں نے لینے کو شاع ہونے سے انکار کر دیا حالانکہ وہ شاع گرہیں ۔

یہ مختصر سا جموعہ جو بقول حضرت شمس مدظلہ صرف ان کے اہل خاندان کے لیے ہے ، دوسرے صاحبان ذوق کو بھی دعوت فکر و اہل خاندان کے لیے ہے ، دوسرے صاحبان ذوق کو بھی دعوت فکر و نظر دے گا اور امید ہے کہ انشااللہ شعری و اوبی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

ساجر لکھنوی

اے کہ از طہ و یاسیں بتو حق کرد خطاب دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش سعدی)

انچ تو کرد نه کردند نه رسولان کبار مرحبا سید کمی مدنی العربی (معرع سعدی)

جھے کو خود حق نے بنایا ہے وسلے اپنا جھے سے اس واسطے ہم کرتے ہیں حاجت طلبی

شمس پر بھی نظر لطف و کرم ہو جائے تیری ہی خاک قدم سے وہ ہوا ہے نسی

نعت رحمة اللعالمين

عرب العلى بكماله السما بنعناله بنعناله السما بكماله بنعناله بعلاله بعلاله بعلاله علي وآليه وآليه

اولیں صنعت صناع رسول عربی اولیں ، مدنی ، ہاشی و مطلبی جو کمی ، مدنی ، ہاشی و مطلبی جس کادیں پیکر ہستی میں حیات تو ہے جس کادیں پیکر ہستی میں حیات تو ہے جس کے آئیں میں برابر عربی و عبشی جس کے آئیں میں برابر عربی و عبشی جس پے نازل کیا قرآن مبیں خالق نے

اس سے انکار کیا جس نے وہ ہے بوہبی

ايضاً

جس نے دعویٰ کیا ندائی کا کاذب اس کو سمجھتی ہے دنیا کاذب اس کو سمجھتی ہوا کوئی بندہ بجز علی نہ ہوا جس کو آک توم مانتی ہو ندا ایضاً

صاحبِ تاج ہل اتن ہے علی مالک ہو تخت ہاں اتنا ہے علی معنی کے انتا ہے علی معنی کے انتا ہے علی معنی کے انتقا ہے علی علی عالم کن کا پیشوا ہے علی عالم کن کا پیشوا ہے علی اور آیامت کی ابتدا ہے علی علی علی قرآن کی انتما ہے علی علی علی حقرآن کی انتما ہے علی

منقبت إمام عالمين

مظہر ذات فرات میں رسولوں سے فروں تر ہے علی علم و تقویٰ میں رسولوں سے فروں تر ہے علی آدم قد اکائل حنطتہ دلند و نہا و علی ترا کل حنطتہ بقصدن قربیٰ ایضاً

کل ایمان اسدالله علی اعلیٰ اعلیٰ اعلیٰ اعلیٰ اعلیٰ اعلیٰ اعلیٰ اعلیٰ المرارِ خفیٰ باب علم نبوی ، محرم اسرارِ خفیٰ قاسم نار و جنان ، شوہر خاتون جنان ، شوہر خاتون جنان بندهٔ خالق کونین ، نصیری کا خدا

الهام غيبى

ہے علی مولائے کل فخرِ رسولان کبار اس نے رکھے دوش پر ختم الرسالت کے قدم ساتی، نسنیم و کونز ، قاسم فردوس و نار شوېر زېرا ابوالسبطين و مولود حرم ایمان زابد و ابرار ، پیغمبر وقار رب فيهم تحليٰ مظهر مصطفیٰ سر کلام کردگار مفی ہر چار دفتر ، عالم ہر کیف و کم

پیش الله مرتضیٰ خاص معطفیٰ ہے اسلام کی لقا دين خلق خدا اقطاب اولیا ہے كل اصفيا ذات كريا افضل کل انبیا ہے و معطعیٰ ہے الثد کوئی مجھا نہیں ہے ، کیا ہے

زہد سے اس کے بڑھا دین جسمبر کا وقار کج کلابی شان و شوکت بن گئ اک وصف ذم دیکھ کر اس کی قبائے کہنہ و پیونددار گر گیا میری نظر سے خلعت کسریٰ و جم ناصر دیں ، حیدر کرار ، شیر کردگار کامر اصنام بردوش ، رسول ذی هم شاهِ مردان ، شير يزدان ، قوت پروردگار ضارب السفین بازوئے رسول محترم فاتح بدرد احد : خير شكن ، مرحب شكار روزِ جندق عمرہ کا سر کر دیا اس نے قلم غالب آتا تما ده هر غالب پر دقت کارزار فتح و نفرت چومتی تھی بڑھ کے خود اس کے قدم

صاحب تاج ولايت ، عابد شب زنده دا. وارث علم نبوت ، مرجع ابل حكم وہ کلام اس کا جو ہے تحت کلام کردگار سب قفیحان عرب کو کر دیا اس نے عجم کم فعنیلت میں ہیں اس سے سب رسولان کبار اس سے افضل ہیں بس اک خم الرسول ذی طم از جاب آدم تا عييٰ گردوں وقار سب کمالات انبیا کے ذات میں اس کی تھے ضم حاصف النعلين پيغمبر جلال كردگار خردی کا تاج ای کے زہد کے زیر قدم جو کی رونی اور منک اس کی غذا شام و نہار اس کے کئے کیا ہے جام جم

بجر دیا اسلام کے بازو میں زور گیر و دار بن گئ فوئ مسلمان فاتح روم و عجم قوم غالب بن کے ابجرے ساکنان ریگ زار ذوالفقار حيدري كا تها يه فيضان و كرم مدح میں اس کی حدیثیں اور کلام کردگار وصف میں اس کے نہیں رکتا مورخ کا قلم اس کے ہیں مدحت سرا سب شاعران نامدار مطرب اس کی شا کرتے ہیں بااصواتِ نغم تر زباں اس کی شا میں ہیں خطیبان کبار صوفیا کرتے ہیں مدحت باصدائے زیر و مجم جھومے ہیں وجد میں سب عارفان ذی وقار ہے زباں یہ دم بدم متر ولائے حیدرم

اس کے نعروں سے گر حتی تھی زمین کارزار گونجتی تھی اس ک میمبروں سے محراب م شر میدان وغا ، بے آمروں کا غم گسار بے کسوں کا چارہ کر ، مظلوم کا درمان عم فلسفی منبر پ اور محراب میں طاعت گزار رزم میں قبر الی ، برم میں ابر کرم ہاتھ میں اس کے رہی حفظ نبی میں ذوالفقار دوش پر اس کے رہا فوج پیمبر کا علم رفعت اسلام کی خاطر تما صرف کارزار معرے کا رہا ہے گئے کر ٹیٹے دو دم بڑھ گیا ہاتھوں سے اس کے دین حق کا اقتدار حملہ آور جو ہوا ، سر کر دیا اس کا قام

قطعه تاريخ

(این اہلیہ کی وفات پر)

واحده رفت چوں نو دارِ الم ولم از فرقتش شده پرغم شمس محزون نوشت تاریخش منزل واحده ریاض ارم

متمنائے موت

واحدہ الف گئیں ہیں دنیا سے صح میری نظر میں ہو گئی شام

جز خدائے ذوالجلال و جز رسول کردگار س کو مجھا کوئی صوبی نے لوئی اہل ما منالت اس کی منه مجھے عالمان روزگار معرفت میں اس کی بس اتنا ہجے کے ہیں ہم آج تک ونیا میں زیر آسمان بے مدار کوئی مثل اس کا نہیں پیدا ہوا ، حق کی قسم! نقش ثانی شاهکار صنعت پروردگار کھیج کر تصویر اس کی رکھ دیا اس نے تلم اب نہ پیدا ہو گا ایما زیر چرخ بے مدار ختم ہے ذات محمد اور علیٰ پر سے حسم شمس کی مدحت ہے میر سرمایین روز و شمار جو کہ ہے جنس شفاعت کے لیے بیع سلم سہرا (لینے بیٹے محد نعتی کی شادی کے موقع پر)

ختکی چنم نه کیونکر بهو بیه پیارا سهرا رخ نو شا دل افروز ، دلآرا سهرا

پردہ اب سے ہے نیر اعظم تاباں رخ نوش پہ یوں ہے نظر آرا سرا

فرط شادی سے کھلی پرتی ہیں کلیاں ساری کیوں نہ گریز و گہر بار ہو سارا سہرا م

دل کی دیرسنی اسیدوں کا مهکتا گلشن بحرِ الفت کا مجلتا ہوا دھارا سہرا شمع کی طرح جل رہا ہوں میں اے خدا بجر دے میری عمر کا جام

انتظار موت

وہ دن اب یاد آتے ہیں رفاقت میں جو گزرے ہیں بڑی حرت سے لب پر واحدہ کا نام آتا ہے ۔ یہی اک فکر اب دن رات وامن گیر رہتی ہے ۔ یہی اک فکر اب دن رات وامن گیر رہتی ہے ، یمارے واسطے کب موت کا پیغام آتا ہے

سایہ پنجتن پاک رہے دولھا پر پانچوں لایوں سے یہ کرتا ہے اشارا سرا ملے گلہائے شگفتہ کو بہار جاوید رہے شاداب ہمیشہ یہ دل آرا سہرا! گود آباد ہو جلدی سے دہن کی ، یا رب! بے جہید محبت کی یہ پیارا سرا لڑیاں موتی کی پردئی ہیں کہ موزوں معرعے کہ کے لایا ہے جو شمس مخن آرا سہرا

ہروں سے بحر مسرت کی ہیں لڑیاں جنباں دل کی بیتابیوں سے بن گیا بادا سرا مع نوروز مرت کا مور خورشیر شب عشرت کا چمک ہو تارا سرا ماں کو بے حد ہے خوشی گلشن فردوس میں آج کاش وہ دیکھتیں دنیا میں تھارا سراا پانچ لڑیاں نہیں ، الفت کی یہ زنجریں ہیں شرر حیمان مجت ہے یہ سادا ہرا ذمه داری و فرائض کی نی زنجیریں زندگی کی نئی تعمیر کا گارا سرا پریاں ہیں مست قاف میں حوریں جناں میں مست طائر ہوا میں مست ہرن سبزہ زار میں طائر ہوا نیس مست ہرن سبزہ زار میں (معرع انیس)

بلبل ہیں شاخ گل پہ نوا سے باغ میں جنگل کے شر گونج رہے ہیں کچار میں جنگل کے شر انیس)

سرخی بردمی ہے پھولوں میں سبزی گیاہ میں فضعلے بجواک رہے ہیں درخت چتار میں روشن نگاہ زگس بیمار ہو گئ پھول آگئے ہیں سر و ل جوئے یار میں بہر چیز پر ہے بادہ گرنگ کا اثر میں خوں دوڑنے لگا رگ ابر بہار میں خوں دوڑنے لگا رگ ابر بہار میں

تهندي نظم

چھائی ہے یوں خوشی چپن روزگار میں جسے گھٹائیں جموم کے آئیں بہار میں موج ہوا میں ہے سے ہر جوش کا اثر متی ہے جمومے ہیں شجر کوہسار میں آئے ہیں بور آم میں کوئل ہوئی ہے ست آتی ہے پی کہاں کی صدا گوش یار میں طاوس مست رقص ہے قمری خرام میں شاماں ہے مست نغمہ چن کے کنار میں

فادی رپی ہے آج نقی کی شنے سے عطر مہاگ کی ہے ہار میں سرا بندھا ہے دونوں کے سر پر جو بیاہ کا یوں کھل رہے ہیں جسے گل تر بہار میں بر آئی ہے مراد ضیعنی میں باپ کی میں ہوا نصیب بڑے انتظار میں میں خالق سے اب دعا ہے کہ یہ دونوں نونہال پولیں پھولیں میدا چین روزگار میں

عشاق آه و ناله فراموش کر گئے باتی رہے نے داغ ول داغدار میں رمہ نگایا نرگس شہلا نے آنکھ میں غازہ ملا ہے پھولوں نے کیوں لالا زار میں سنبل نے لینے بال سنوارے ہیں کس لیے کیوں مہمک عروس چپن ہے سنگھار میں پھیلی ہوئی ہیں چاروں طرف کیوں مرتیں کیوں خدہ زن ہے کبک دری کوہسار میں سوس ہوئی یہ فرط 'مرت سے تر زباں وجہ طرب ہے ہے چن روزگار میں

اس کے دیدار سے ہوں سب کی نگاہیں روشن صاحبِ فکر و نظر ہو وہ مثال اجداد .

یا رب بخل سیدو سردار انبیاء
آباد اور شاد شینے رہے سدا
کشتر امید اس کی ہمیشہ ہری رہے
صندل سے مانگ بچوں سے گودی بجری رہے
(معرع انبیں)

قطعه تاریخ

تها نقی اور نمسنی کا جو ہم رنگ مزاج مل گئے دونوں بحکم شرح و حسب رواج

قطعه دعائيه

ے دعا عمس کی دل سے کہ اے رب عباد ر کھ تو دنیا میں شینے و نقی کو دلشاد سایہ پنجن یاک رہے دونوں پر ہر گھدی ان کو زمانے میں مرت ہو زیاد ان کے مقصد کا سفسنے لبر ساحل بہنچ ان کے دریائے محبت میں طبح بادِ مراد گود آباد شینے کی جلدی ہو یا رب ایک فرزند عطا کر اسے تو یاک نہاد خفز کی عمر سکندر کا اسے دے اقبال ان کے گر کو وہ کرے اپنے قدم سے آباد

آغوش سے ہماری اس کو اجل نے چھینا کڑیل جواں ابھی تھا نورِ نظر ہمارا

تاریک ہو گئ ہے دنیائے دوں نظر میں تاب و تو ان دل تھا مہوش پیر ہمارا

ہے درد موت ! تو نے کسیا سم یہ دھایا پیری میں اس طرح سے دل توڑ کر ہمارا

تاریخ یہ لحد پر لکھ دو سر وال سے مدفوں ہے اس جگہ پر لخت عبر ہمارا (بہ تعمیہ "واؤ " ۱۹۹۲.)

سال تاریخ کیا شمس مخنور نے رقم اج آج اقتران مہ و خورشید ہوا باہم آج

قطعه تاريخ

(حادثہ جانگاہ) (لینے فرزند اکر محمد مرتضیٰ کی وفات پر)

وہ مرتفنیٰ کہاں ہے رشک قم ہمارا روشن تھا جس کے دم سے ہر بام و در ہمارا

غنچ تھا ناشگفتہ نیر میرے چن کا اے دست موت ا جھ کو کچھ بھی نہ رحم آیا

پیری میں دل شکستہ دادا ترب رہا ہے واحرتا ! نه اس کو پیغام موت آیا

اے نور عین ا مصطر تیرا چیا نقی ہے اس نے جھ کو کفن بہنایا

محروم دید سب کو تا حشر کر دیا ہے اے خاک تیرہ! تو نے اس طرح سے چھپایا

تاریخ شمس نے لکھی سرولا سے حیات قبر میں ہے روشن قمر ہمارا (ب تعمیہ "واؤ"، ۱۹۸۸ء)

قطعهٔ تاریخ

(حادثةُ فاجعه)

(اپنے پوتے نیر عباس کی تاریخ وفات پر)

کوو الم یہ کسیا ایک دم گرا ، خدایا! نیر کو کھیلتے میں یوں موت نے چھپایا

ماں باپ کی نگاہیں اب اس کو ڈھونڈتی ہیں کسیا غفنب یہ تو نے ، اے آسمان! ڈھایا

دادا پکارتا ہے ، نیر ! جواب دے دے آیا ہے باپ تیرا افلاک کا سایا

نوائے دل خراش

(بحادث غرق قاسم عباس مرحوم)

جوان رعنا تھا قاسم قمر کا نورالعین جناب قبلہ و کعبہ رمنی کے دل کا چین

وہ الیما مہر تھا جو رات دن چمکا تھا ہو اس کی دینت و زین ہو اس کی روشنی تھی سارے گھر کی زینت و زین

ابھی تھی اٹھتی جوانی گر نہ راس آئی وہ غرق بجر اجل ہو گیا دم ظہرین

تھی اس کی ماں کو تمنا کہ لائے اس کی دولہن مگر تھا بخت میں اس کے یہ داغ اور شبون و شبین

قطعه تاريخ

(المناك حادثه) (به وفات پروفسيرمنظور حسين څور)

خور تھا لاریب ایک صنفہ سخن کا شہر یار اس کی رحلت سے نتام اہل سخن ہیں سوگوار شمس نے لکھی کرن کے سر سے تاریخ وفات گر پڑا اردو کے سر سے حیف تاج زرنگار (بہتمیہ ک ۱۹۹۱ء)

لگا رہے ہیں عدو زخم ہائے تیر و ساں بہا رہے ہیں لعیں خون سرور کونین گرا وہ پشت فرس سے زمین گرم پہ آہ در یگانہ در یائے مجمع البحرین وہ آیا شمر لعیں اور جدا کیا سر کو صدا ہے آئی ہوئے قتل کربلا میں حسین ارز رہی ہے زمیں کانپتا ہے عرش بریں سیاہ آندھیاں اٹھی ہیں دشت کے مابین جلا رہے ہیں عدو خیمہ ہائے اہل حرم نکل رہی ہیں نبی زادیاں بہ شیون و شین

عطا کرے اسے رب جلیل صبر جمیل یہی ہے موجب اجر جریل نی الدارین وہ کربلا میں ذرا دیکھے شاہ دیں کا جہاد کہ جماد کہ جس کا مثل نہ خندت ہے اور نہ بدر و حنین کہاں خلیل خدا ہیں کدھر ہیں اسمعیل جواں بینے کی میت اٹھا رے ہیں حسین اج گیا ہے بھرا گھ جناب زہرا کا ہوا ہے خاتمہ آل سید الحرمین " نہ قامے نہ علی اکبرے نہ عباہے" اکیلا نریخ میں ہے فاطمہ کا نورالعین

داستان حگر خراش (ابی بینی هابده خاتون کی موت پر)

سنیئے اب حال شمس خستہ عگر موت نے ظلم کیا کیا اس پر داستان عگر خراش ہے یہ اس کا ایک ایک لفظ ہے نشتر گر پڑا اس پہ الیما کوہ الم جس سے حال اس کا ہو گیا ابتر حادث اليما كم بوا بو گ اس سے کتنا پڑا ہے اس پ اثر

مثال مل نہیں سکتی جہاں میں اب دن ک یہ امتحان ہیں معبود و عبد کے مابین ای کی یاد سے ہو گا سکون قلب نصیب کسی کی موت سے جب ہو کسی کا ول بے چین کہا یہ معرع تاریخ شمس محزوں نے طے گا خلد میں قاسم کو بھی جوارِ حسین

کچھ مشیت میں اس کی دخل نہیں ج یہی امتحان مال و شمر اس په بھی صبر و شکر لازم ې د ارشاد خالق اکبر موت سے نکج سکے گا کون مہاں رہے دنیا میں جب نہ خیر بشر شاہدہ بھی انھی کی نسل ہے تھی اور انھی کی طرح تھی ایک بیڑ موت اس کے لیے بھی لازم تھی اتنی جلدی امید تھی نہ گر اس کے آنکھوں سے دیکھا جو منظر اس کی روداد مختمر ہے ہے اشاہدہ تھی جو اس کی نورِ نظر اس نے دم: ان کے سامنے توڑا اور وه دیکما کیا بدیدهٔ تر کتنی عبرت کی جا ہے یہ دنیا موت بینی کو آئی ہے پیش پرر کوئی غم اس جہان فانی سی غم اولاد سے نہیں بڑھ کر

سیر و تفری سے نہ تھا سروکار وہ نکلتی نہ تھی کبھی باہر شمنع کاشانہ سلیم تھی وہ اِس نے پیدا کیے ہیں لال و گہر لیعنی اولادیں اس کی سب ہیں سعید یہ بھی ہے اس کی تربیت کا اثر خوش مزاج اور نیک سیرت تھی اس میں تھا حسن خلق کا جوہر شادی و غم میں تھی دہ سب کی شرکی اس کے غم کا دلوں میں ہے نشتر

ابھی دنیا میں کتنے دن دیکھے کہ ہوئی شام زندگی کی سحر عمر کی اس قلیل مدت میں کار دیں کر گئ ہے بڑھ بڑھ ک زائرہ تھی وہ سب مشاہد کی اس مشاہد کی اس نے عمرے کا بھی کیا تھا سفر اک عبادت اسے مجھتی تھی مجلسين کرتي تھي جو وہ گھر پر اس کے دل میں تھا فرض کا احساس تھی وہ پابند شرع ، پیغمبر

کسیا یہ انقلاب گر دوں ہے دیکھ دیکھ کر جس کو سب ہوئے شندر موت آئی جوان بینی کو رونے کو زندہ ہے ضعیف پدر دے خدا نفس مطمئن اس کو کہ یہی ہے مصیبتوں کی سپ شمس کے دل سے نکلی یہ تاریخ بخش دے اس کو خالق اکر (بتعميه م ۱۹۹۷ء)

فاص کر میے واسطے یہ الم ے عدِ صب و ضبط سے باہر ہوک ی اک دل میں اٹھتی ہے شکل رہتی ہے اس کی پیش نظر اس کا غم ہے کہ شعلہ آتش جو بجود کا ہے دل میں رہ رہ ک آه کس طرح اس کو صبر کروں وه بھی تھی ایک سرورِ قلب و عگر منتظر ہم تھے وعوت بی کی کے متناظر ہم مے کے متناظر ہم کے متناظر ہم کے متناظر ہم کی وہ سفر ہم کے متناظر ہم کی دہ سفر ہم کے متناظر ہم کی دہ سفر ہم کے متناظر متناظر ہم کے متناظر میں کے متناظر میں کے متناظ

شمس تم کو بھی ہے سفر درپیش جمع کر لو وہاں کا زادِ سفر

قطعه تاريخ

(صحیفهٔ مدحت شاعر معجز بیان حفزت ساح لکھنوی)

کمال فن شخن ہیں خصائل ساح عذالت ان میں ہے سودا کی ذوق کی شوکت منیر کی ہے سلاست زبان محشر کی صفی کا اوج مضامیں عزیز کی جدت

کل تلک جو زمین تھی رشک جین آج سبزہ وہاں ہے اور نہ شجر نو بتنی جمین جہاں دن رات آج سنساں ہو گیا ہے وہ گر کل جہاں پر تھا قعر کری کا آج بس طاق آرہا ہے نظر کل جو تھا قعر خر و جم کا آج وہ گیا ہے کھنڈر ہے یہی شغل موت کا دن رات کتی رہی ہے وہ ادم سے ادم گود آباد نبیلیہ کی ہو جلدی یا رب
الک فرزند عطا ہو اسے ذی جاہ و خم
فمس نے سال عردی یہ کہا برجستہ
اقتران مہ و خورشیہ ہوا ہے باہم

نظم

حب مال، تصنيف مال

اب حال شمس کھنے کے قابل نہیں رہا جو دل تھا اس کے سینے میں ، وہ دل نہیں رہا نظیر کوئی نہیں ان کا عمر حاضر میں خدا کی دین ہے ان کے کلام کی رفعت خدا کی ہے شمس نے تاریخ طبع اس کی رقم ہے کا ہے گل ریاض ہمز کا صحیفہ مدحت ہے گل ریاض ہمز کا صحیفہ مدحت (۱۹۹۵ء)

قطعه تاريخ

(بتقریب عقد مسنوند لینے نواے عارف رضاکی شادی)

عقد عارف کا نبیلہ سے مبارک سب کو جہ م قدر بھی ہو خوشی اس کی وہ ہم سب کو ہے کم اب فداوند قدیر اب فداوند قدیر رکھے ان دونوں کو دنیا ہیں ہمدیشہ خرم

انتا ضعیف کر دیا پیری نے شمس کو اب دم بھی توڑنے کے وہ قابل نہیں رہا

ا سے دماغ ، نور بھر سے نکل گیا اب وه غریب ، درخور محفل نہیں رہا رخصت ہوئے قوائے عمل کمہ کے الوداع اب موت و زیست میں کوئی فاصل نہیں رہا آزاد زندگی ہے بقید حیات ہے اس طرح عید کا کوئی حاصل نہیں رہا ہاں! یہ بھی اک کرشمذ طول حیات ہے زندہ ہے اور زندوں میں شامل نہیں رہا رکتا نہیں سفینے عمر رواں کہیں کیا اس کے واسطے کوئی ساحل نہیں رہا؟ امن شمس ہے ارض جنت مامن شمس ہے باغ جنت مامن شمس ہے باغ جنت (۲۰۰۲)

الضأ

لبرین میری عمر کا پیمانہ ہو گیا
مدت کے بعد ختم یہ افسانہ ہو گیا
تشریف لائے نزع میں طال مشکلات
پیش نگاہ جاوہ جانانہ ہو گیا
رضواں نے دی صدا کہ زہے قسمت رسا
دیدار شہ نجات کا پردانہ ہو گیا
تاریخ فوت میں نے کہی از سر بلند
بارغ نعیم شمس کا کاشانہ ہو گیا
بارغ نعیم شمس کا کاشانہ ہو گیا
بارغ نعیم شمس کا کاشانہ ہو گیا

الضأ

اب تک نہ کھل سکا یہ مغیت کا ہے وہ راز

کب بند ہو گا زیست کا جو زج رہا ہے ساز

کل تک تھے شمس زینت کاشانہ حیات

آج ان کے واسطے در جنت ہوا ہے باز

تاریخ ارتحال یہ شاعر نے کی رقم

جنت ہے اب ہے مامن شمس سخن طراز

اب گشن جناح میں ہے شمس صحن طراز

اب گشن جناح میں ہے شمس صحن طراز

جب گیا شمس بزیر تربت او گی دور زمیں کی ظلمت الهی تاریخ فوت رضواں نے

ايضاً ظلمت دور زس رضوال تاریخ فوت جنت (ATTIC) رفت 500

شمس چوں رفت بزیرِ تربت دور از نماک سیہ شد ظلمت گفت تاریخ وفاتش رضواں مرقدِ شمس و ارقع جنت مرادر شمس و ارقع جنت

تاریخ فوت میں نے کہی از سر ادب نعیم شمس کا کاشانہ ہو گیا (بدتعميرالف ١١٠٠١-) تاریخ فوت میں نے یہ برجستہ کی رقم نعیم شمس کا کاشانہ ہو گیا (-۲۰۰۱۳) کا کاشانہ ہو گیا (11710) باغ جناح میں شمس کا کاشانہ ہو گیا (مامماه) کا کاشانہ ہو گیا (0144) شمس کا کاشانہ ہو گیا

(77710)

اعتران حقيقت

(اپنی کمآب لکھنٹو کی زبان کاابتدائیہ)

لکھنئو زیست کا اردو کی مہارا تو ہے اوج معنی کا چمکتا ہوا تارا تو ہے

تیرے ہر ذرے میں تہذیب کی دنیا آباد مشرقی طرز سخن کا جمن آرا تو ہے

شانہ کش ہے تیری مشاطه علم و حکمت دست تہذیب و تمدن کا سنوارا تو ہے

زلف الہام کا شانہ ہے تیری گویائی قلزم شجر کا بہتا ہوا دھارا تو ہے ايضاً

شمس کچھ کر سکا نہ کارِ ثواب عمر ساری گزاری غلفت میں غفور ہے و رحیم رب غفور بخشے اس کے گناہ قیامت میں کہی تاریخ فوت رضواں نے شمس اب ہیں جوارِ رحمت میں شمس اب ہیں جوارِ رحمت میں (۲۲۲اھ)

آفق شعر و سخن پر صفت قطب شمال جو نکل کر کبھی ڈوبا نہ دہ تارا تو ہے شاعری آج بھی کہتی ہے باآواز بلند ہمارا تو ہے ہم جہاں میں ہیں تیرے اور ہمارا تو ہے

ناز کرتے ہیں علوم عربیہ جھے پر ہند میں آج سر قند بخارا تو ہے گیوئے شایر معنی تھے پریشاں کب سے جس نے اس زلف پریشان کو سنوارا تو ہے نافدا ہو کے جب باد مخالف سے تباہ جس نے اس ڈوئی کشی کو ابھارا تو ہے جس کی تخلیق ہے نائخ کی رہن منت ای مقیاس کا چراصاً ہوا پارا تو ہے

ہر ادا جن کی ہے ایک معجزہ کر جلال انھیں جادو بجری آنکھوں کا اشارہ تو ہے

ہیں یاد اس کی آج تلک دلفریبیاں کچھ دیر خواب دیکھا تھا ہم نے شاب کا

میرے لیے تو دونوں قیامت سے کم نہ تھے طفلی کا ان کی عہد ، زمانہ شاب کا

عالم سیں غفلتوں کا وہ دونوں گزر گئے طفلی کا عہد اور زمانہ شباب کا

ہم نے بھی دل کو تھام لیا س کے یہ خبر اب آ گیا ہے ان کا زمانہ شباب کا

غزليات

میری غزلوں کے اشعار چودہ برس کے من سے اکسی برس کے من تک کے جم جس قدر حاصل ہوئے ہیں ، اسی طرح ردیف دار مرتب کر کے پیش کیے جا رہے ہیں ۔ ان پر نظر ثانی اس وجہ سے نہیں کی گئی کہ اس زمانہ کا کلام باتی نہ رہتا۔

000

(ایک ہی ر دیف اور قلفیے میں بوری غزل)

کمبخت ہو برا دل خانہ خراب کا! مجھ پر عذاب کر دیا عالم شباب کا

دیکھا گیا جو نامہ اعمال حشر میں قصہ لکھا تھا میرے اور ان کے شباب کا مسکراہٹ لبر نازک پہ ، نگاہیں نیجی کا کس سے سیکھا ہے یہ انداز دلآرائی کا

آ گیا ان کا شباب ، ان کی نگاہیں بدلی برھ گیا شوق انھیں کچے ستم آرائی کا بڑھ گیا شوق انھیں کچے

جلوے اس حس جہاں تاب کے پھیلے ہر سو جب ہوا شوق انھیں انجمن آرائی کا

دفن کر کے مجھے رخصت ہوئے یار و احباب طول اب حشر تلک ہے شب تہائی کا

and the second of the second of

گرمی بردهی ، رگوں میں ابو دوڑنے نگا پیری میں یاد آیا زمانہ شباب کا

ہوتی ہیں دردِ دل میں بھی محسوس لذتیں ہے حاصل حیات زمانہ شباب کا

غزل

دم نکلتا ہے تیری زلف کے سودائی کا جململاتا ہے سارا شب ِ تہنائی کا

کتنے ہی پائے صنم پر کیے سجدے میں نے کا کتنے ہی پورا نہ ہوا شوق جنیں سائی کا پھر بھی پورا نہ ہوا شوق جنیں سائی کا

جس نے ان مست نگاہوں سے ملائیں آنکھیں پر وہ منت کش پیمانہ ساتی نہ ہوا

بادہ گر خلد میں ہے سب کے لیے امر مباح بر مباح جس نے معجد میں پیا ، وہ بھی تو عاصی نہ ہوا

ول میں جب ہوک اٹھی ضبط فغاں کر نہ سکا راز اس گر کا جو تھا ، بھے سے وہ مخیٰ نہ ہوا

عمر جس وشت میں مجنوں نے گزاری اپن دہ موا دہ میرے جوش جنوں کے لیے کافی نہ ہوا

فاک کے ذروں سے اف اف کی صدا آتی ہے میرا افسانہ غم قصم ماضی نہ ہوا

غزل

تخته مثق سم و جور بناتا کس کو وہ مرے مرنے پ اس واسطے راضی نه ہوا

گر کو بھی کر دیا دیرانہ میں شامل میں نے ذوق و دوشت کو میرے دہ بھی تو کافی نہ ہوا

ینہ ہوا اس ہے بھی ، وہ شوخ ، وفا کا قائل ظلم ہنس ہنس کے سے اور کبھی شاکی یہ ہوا

دوں کس امیر پہ اب جان کہ وہ ظلم شعار کوچہ میں اپنے میرے دفن پہ راضی نہ ہوا

کیوں نہ پر عش پہ عش کھے آئے ان کو آغوش میں لیے ہے شاب زلفیں بھری ہیں روئے انور پر جان عاشق پہ ہے دو گوند عذاب بھیجا مسجد سے میکدہ کی طرف شيخ کو بھی دکھا دی راہِ ثواب حرتیں ساری مر گئیں ول ک کسیا آباد گر ہوا ہے خراب! موسم کل ہو ، ساغ مل ہو بت رعنا ہو اور عہد شاب

بھیجا ظالم نے عیادت کے لیے ایک رقیب اس کا آنا ہی کم از آمرِ افعی نہ ہوا

غزل

بجینا گزرا آیا عہد شباب الر عمر کی کھنے لگا خواب چاندنی پھیلی ہے مرے گھر میں چاگتا ہوں خواب جاگتا ہوں کہ دیکھتا ہوں خواب طالب دید پر گری بجلی طالب دید پر گری بجلی چاہئے والے کا یہی تھا جواب

غزل .

ے شانہ کش رقیب جو گیوئے یار میں رگ رگ ہے مرے دل کی غفن کے فشار میں آدم بھی آ کے رونے یہاں بجر یار میں یہ رسم ہے قدیم اس اجدے دیار سی جاگے تھے شب کو ، سوئے ہیں دن کو مزار میں وحیا ہوئی ادھر کی ادھر بجر یار س جادو بجرا تما اس نگه شرمسار میں ملتے ہی آنکھ ، دل نه رہا اختیار میں

نہ رہے پھر مناز کی حاجت شیخ گر پی لیں ایک جام شراب آسماں پر جو ماہِ کامل ہے ہم نے دیکھا زمیں یہ اس کا جواب دردِ دل شخ کیا جانے ان کی فطرت ہی کچھ ہے خراب شیخ قدر ان بتوں کی کیا جانے ہیں یہی رونق جہان خراب دل دیا ، دل کو دیں تمنائیں ہو گئے دونوں مبتلائے عذاب

منبر میں جا کے دیکھیے واعظ کا حال زار پرسر ہے زباں پر ہے ، آنکھیں خمار میں

سب زخم سر ہرے ہیں قبا ہے ہو میں تر الایا ہے رنگ جوش جنوں کچر بہار میں

قاتل کو میرے مجھے تھے دشمن کوئی مرا نکلا تکاش سے وہ مرے دوستدار میں

عشق بتاں نے کر دیا میرا تباہ حال کس کو ہے دخل مصلحت کردگار میں ،

یاں جوش گریہ اور وہاں حکم ضبط ہے پر جاتی ہے گرہ مرے اشکوں کے تار میں

ہم سے چن رہے ہیں نشین کے واسلے بیل بیار میں بیار میں بیل جیلی چھی ہے دامن ابر بہار میں آنے عدم سے گلشن ہستی کی سر کو وامن الح گیا ہے عباں خارزار میں آنکھیں لگی ہیں در پر نکلتا نہیں ہے دم مھری ہوئی ہے روح تیرے انظار میں جوش جنوں نے دشت کو گزار کر دیا ہے خون میرے پاؤں کا ہر نوک خار میں گیو کی یاد ہے ، کبھی رن کا بخیال ہے کئتی ہے عمر اب ای لیل و نہار میں سنجالے اپنا دامن اور قلم رکھنا باانداز حیا پرور قیامت کی دھائے گی رفتار سے گور عزیباں میں

گولے ہیں فقط اک مونس تنہائی صحرا میں انھیں کے ساتھ میں ہر سمت بھرتا ہوں بیاباں میں

نظر لگنے کا ان کے واسطے گنڈا بنانے کو جہاں میں بنا کے اور کھے ہیں میں نے تار کچھ لینے گریباں میں

جنون عنق تھا مخصوص بھے سے بعد مجنوں کے در اور ان سیاباں میں در ایا بعد میرے کوئی دروانہ بیاباں میں

مہ و معنوق ہو ، ابر بہاراں ہو ، گلستاں ہو اس کا نام جنت ہے نگاہ ہوش منداں میں

گروش پہ اپن ، شمس ا مجھے صبر آگیا کس کو ملا سکوں اس اجرائے دیار میں

غزل

ہوا نے یہ کیا احساں کہ جاکر ان کے ایواں میں میرا رنگ پریدہ مجر دیا تصویر جاناں میں

بگولے ہیں ، نہ صحرا ہے ، نہ سائیں سائیں آوازیں لگے گا جی ہمارا کس طرح سے باغ رضواں میں

انھیں کی یاد جنت میں بھی بڑپانے بگی دل کو نے دیکھیں جب ادائیں ان کی ایسی حور و غلماں میں

مویٰ نه تاب لائے تبہم کی ایک دن میں چاہتا ہوں روز یہ بھلی گرا کرے میری طرح کا دل نه کسی کو نصیب ہو ان کی طرح جواں نہ کسی کو خدا کرے! مقصود امتحاں مری ہمت کا ہے اگر ہر روز آشیانہ پہ بحلی گرا کرے ب کھنے آؤ حشر میں للے ہوئے نقاب کس کی مجال ہے ، جو تھارا گلا کرے ہاں ! مسکرا کے ناز سے انگرائی کیجے بھلی کسی کے دل پہ گرے تو گرا کرے

نظارہ کر رہے ہیں بیٹھ کر برم حسیناں میں نظارہ کر رہم حسیناں میں پیٹھ کر برم حسیناں میں پیٹھ کر برم حسیناں میں پیٹ آئے ہیں باقی کی مردن بھی ذوق دشت پیمائی رہا باقی بگولہ بن کے میری خاک پھرتی ہے بیاباں میں بیاباں بیاباں میں بیاباں میں بیاباں میں بیاباں میں بیاباں بیاباں میں بیاباں بیاب

غزل

رسوا کرے کجھے کہ اسی بلا کرے جو چاہے وہ میرا دل درد آشا کرے راضی ہوں میں وہ قتل کرنے یا جفا کرے اسی میں کی کے دل نے کی کا غدا کرے!

جانبازی پروانہ پہ کیجے نہ تبجب قسمت ہے ، حج ہمت مردانہ فدا دے وہ دیکھ کے کہتے ہیں مری نزع میں الجھن وہ دیکھ کے کہتے ہیں مری نزع میں الجھن یوں موت جوانی میں کسی کو نہ فدا دے!

کیا جانے وہ ، کیا لطف ہے آشفتہ سری میں جب جب تک مد کسی کو دل دیوانہ خدا دے

موی ! طلب دید په اصرار نه کیجیے کیا ہو ، جو نقاب رخ روشن وہ انحا دے

خلقت کی زباں کا ہے یہ ادنیٰ سا کرشمہ تھوڑی سی ہو بات ، اور وہ افسانہ بنا دے

جس دل کی ، شمس! کوئی نہ حرت نکل سکے مر جائے وہ غریب نہ آخر تو کیا کرے

غزل

کس طرح وہ عالم کو نہ دیوانہ بنا دے یہ حن ، یہ انداز و ادا جس کو ندا دے دیکھی نہیں جاتی ہے کسی سے مری حالت اب وہ بھی یہ کہتے ہیں ، " فدا اس کو شفا دے!" پھر ہوش کے عالم میں بھلا آؤں میں کیونکر، پخر ہوش کے عالم میں بھلا آؤں میں کیونکر، غش میں مجھے دامن سے جو وہ لین ہوا دے غش میں مجھے دامن سے جو وہ لین ہوا دے

یخودی میں ہیں حجدہ ہائے نیاز یہ نہیں جلنے خدا کیا ہے عدے ہائے من پ کرتے ہیں ہم نہیں جانتے خدا کیا ہے جس نے ان حسین خاق کیا عقل حیران ہے دہ خدا کیا ہے کر دیا مبتلائے عفق بناں دیکھیں اب مرضی خدا کیا ہے نہ برہمن کو خبر ہے نہ شیخ کو معلوم کہ بت ہے اصل میں کیا چیز اور خدا کیا ہے

آئے ہیں عیادت کو مہانے دم آخر اللہ مری نزع کے لمحات بڑھا دے! کیوں عبدے میں اس کے نہ جھکیں سب کی جبینیں اک خاک کے پتلے کو جو انسان بنا دے ہے گودِ عزیباں میں دہی شمس کا مدفن تربت جو کوئی دل کے دھردکنے کی صدا دے

(ایک ہی رویف وقل فیے میں پوری عزل)

ان کے نزدیک 'نافدا کیا ہے جو مجھتے ہیں یہ خدا کیا ہ مرى حالت كو ديكھ كر تكھو حن كيا چيز ہے ، ادا كيا ہے دل سي رہ رہ كے نيس اٹھتى ہے يا الهٰيٰ ! يہ ماجرا كيا ہے (معررع غالب)

برق سوزاں سے عشق اور خواہش دید اے کلیم آپ کو ہوا کیا ہے (غالب)

غزل

آ رہا ہے ان کا اب عہد شباب ظلم کی بنیاد ڈالی جائے گ

غزل

جھے ہو چھو وہ دار با کیا ہے اور قیامت کا سامنا کیا ہے دیکھیے ہی بگر گئے تیور کیکھیے ہی بگر گئے ہیا ہے کہتے مدعا کیا ہے بطا کیا ہے بطا کیا ہے وار دوا کیا ہے درد کسیا ہے اور دوا کیا ہے درد کسیا ہے دادر دوا کیا ہے درد کسیا ہے دور دوا کیا ہے دور دوا کیا ہے دور کسیا ہے دور دوا کیا ہے دور دور دوا کیا ہے دور دور کسیا ہے دور دوا کیا ہے دور دور کسیا ہے دور دور دورا کیا ہے دور دور کسیا ہے دور دورا کیا ہے دورا کیا

قفل زندان آج کھولا جائے گا لاش قیدی کی ٹکالی جائے گ غول

غول الله وحشت فضا ، دام قضا ، وق الله وق الله فت الله وق الله

روز گروش میں فلک کی سِلًا ہوتے گئے

زندگی بجر ہم رہے مووم دید

الماقة تعویرِ خیالی جائے گ

آ رہی ہے زلف ان کی تا قدم

صرک کم سے یہ سنجالی جائے گ

صحبگاہِ عام ہو گا ان کا در
قید معجد کی اٹھا لی جائے گ

قلم ڈھانے والے یہ بھی جان لیں

آو مظلوماں نہ فالی جائے گ

عجدہ بت اگر روکا گیا

اک نئ معجد بنا لی جائے گ

فصل گل میں دعوت پیر مناں

فصل گل میں دعوت پیر مناں

فصل گل میں دعوت پیر مناں

غزل

کبھی دنیا میں پھر نہ ہو گی سحر بجر کی شب اگر محر نه ہوئی ملتے ہی آنکھ اس فنوں گر سے ول گيا اور جميں خبر يد ہوئي کچے نہ پوچی درازی شب بجر ک گئ عمر اور سحر نہ ہوئی متفرق اشعار

دیکھا جو جھ کو ، پھر کے منہ مسکرا دیے بھلی گری تزپ کے دل بیقرار پر آنکھ ساتی سے ملی جسے ہی میخانہ میں کھنے کے کے آگئ ویمانہ سے ویمانہ میں

حشر میں چھوڑ دیا دیکھ کے اترا ہوا منہ آ جکا تھا مرے ہاتھوں میں گریباں ان کا

سامنا جب ہوا محشر میں تو کچے نہ کہہ سکا جھ سے دیکھا نہ گیا ان کا پریشاں ہونا لذت و نندگی وہ کیا جانے لذت و نندگی وہ کیا جانے جانے جس کو درد عبر نہیں ہوتا

بحلی گرائی ، طور جلایا ، اڑائے ہوش اتنا جلال آک ارنی کے سوال پرا

نشانہ تیر مڑگاں کا رقیب بدگماں کیوں ہو اجل آئی ہوئی میری نعیب دشمناں کیوں ہو

ہوئے آغاذِ عثق ہی میں ہلاک عزق ہم ہو گئے لبر ساحل

ے عجب طرح کی یہ کشمکش موت و حیات من میں جینے یہ ہوں راضی ، نه وہ مر جانے پر نہ میں جینے یہ ہوں راضی ، نه وہ مر جانے پر

شعلہ عنق اگر دل میں فردزاں ہو جائے بڑھ کے یہ قطرہ خوں مہر درخشاں ہو جائے